فکر وتدبر

تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی نوع انسان کو مظاہر کائنات کے مطالعے ومشاہدے، اس میں غور وتدبر، اور اس کے محکم نظام پر غور کرنے کی بار بار دعوت دی ہے۔ غور وتدبر اور فکر کے عمل سے حاصل ہونے والی تازہ اور نت نئی معلومات انسان کے ذخیرۂ علم میں اضافہ کرتی ہیں۔ اس طرح انسان ہمیشہ قدیم معلومات کی تنظیم اور نئے علوم وحقائق کی دریافت کرتا رہتا ہے۔

انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں علمی تحقیق اور انکشافات واکتشافات کی یہی بنیاد رہی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ (۱)

ان سے کہہ دیجئے! کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلق کی ابتدا کی

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُوْلِي الْاَلْبَابِ O الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (۲)

بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب وروز کی گردش میں عقلِ سلیم والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں فکر کرتے رہتے ہیں (پھر اس کی معرفت سے لذت آشنا ہو کر پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ سب بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ (۳)

کیا انہوں نے کبھی اپنے من میں غور نہیں کیا۔

آگے دیکھئے:

فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَO (۴)

پس انسان کو غور (وتحقیق) کرنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

پھر فرمایا:

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِO (۵)

فرما دیجئے! تم لوگ دیکھو تو سہی آسمانوں اور زمین (کی اس وسیع کائنات) میں قدرتِ الٰہیہ کی کیا کیا نشانیاں ہیں؟

یہ تمام آیات قرآنی کہہ رہی ہیں کہ دلائل تو بہت ہیں مگر تمہارا غور وفکر کرنا شرط ہے۔ غور وتدبر کرنے کے لیے دلائل قدرت کی کوئی کمی نہیں، کائنات میں تو دلائل کا انبار لگا ہوا ہے جن سے ہر شخص بآسانی حقائق تک رسائی حاصل کرسکتا ہے، بشرطیکہ وہ کائنات کو جانوروں کی طرح نہ دیکھے بلکہ عقل وشعور کے ساتھ نظر ڈالے۔

انسان کو عام طور پر اپنی زندگی میں بہت سے ایسے مراحل ومسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو اس کے لیے مشکل ہوتے ہیں یا اس کی راہ میں کچھ رکاوٹیں حائل ہو جاتی ہیں اور مقصد تک رسائی نہیں ہو پاتی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو غور وتدبر اور تفکر کی تعلیم دی اس نے انسانوں کو مظاہر کائنات میں مطالعے مشاہدے اور غور وتدبر کی دعوت دے کر اس علمی اور تحقیقی اور سائنسی نظریے کی بنیاد رکھی جس میں ابتدائی طور پر مطالعہ ومشاہدے کیا جاتا ہے۔ تفصیلات یکجا کی جاتی ہیں اور پھر نتائج وثمرات نکالے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کا بار بار انسان کو مشاہدہ اور غور وتدبر کی دعوت دینا مسلمانوں کو علوم و معارف کی طرف متوجہ کرنے اور تجربات وتحقیقات کرنے کا محرک تھا۔ اسی غور وتدبر کے نتیجے میں اسلامی دنیا میں علمی ترقیوں کے باب روشن ہوئے، مسلمانوں میں علوم کے چشمے پھوٹے، یہ وہ وقت تھا کہ جب بلاد اسلامیہ سے علوم ومعارف کی کرنیں پھوٹ پھوٹ کر یورپ پر پڑیں اور ان ہی کرنوں کے نتیجے میں یورپ نے اپنی جہالت کا غلاف چاک کیا۔ اس کے نتیجے میں یورپ میں علمی غور وفکر اور تدبر وتحقیق کا دروازہ کھلا جس سے جدید علمی ترقیات ظہور پذیر ہوئیں۔

قرآن مجید اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر بڑا زور دیا کہ انسانی عقل کو ان پابندیوں سے آزاد کیا جائے جو انسانی عقل کو اپنے نرغے میں لیے ہوئے ہیں اور غور وفکر کی راہ میں رکاوٹ

ہیں۔ پرانے خیالات اور مروجہ عرف ورواج فکری جمود پیدا کرنے اور جدید افکار قبول کرنے کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ انسان عام طور پر ان چیزوں پر اصرار کا رجحان رکھتا ہے جو اس کے نزدیک مانوس ہوں۔

قدیم افکار وعادات سے پیچھا چھڑانے کے لیے جدوجہد، ارادہ اور عزم بالجزم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسی طرح حق وباطل اور صحیح وغلط کے درمیان تمیز کی صلاحیت پیدا کرنے والی غیر جانب دارانہ اور تجزیاتی غور وتدبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کے تمام ادوار میں بیشتر لوگ اپنے آباواجداد کے عقائد اور ان کے طریقہ ہائے عبادت پر مصر رہتے تھے۔ انبیاء (علیہم السلام) کے ذریعہ آنے والے عقیدۂ توحید پر قدیم افکار ورواج سے پوری طرح آزاد ہوکر غور کرنے کی صلاحیت ان کے اندر نہیں ہوتی اس لیے ان سے دست کش ہوکر دینِ توحید کو قبول کرنا آسان نہیں ہوتا تھا۔ قرآن کریم کی بیشتر آیات اس بات کی شاہد ہیں۔

قرآن کریم نے انسان کو ظن وتخمین کی پیروی سے روکا اور اس حق کو اختیار کرنے کی تبلیغ ودعوت دی جس کی تائید وتصدیق دلائل صحیحہ سے ہوتی ہے قرآن وحدیث نے ان خواہشات ورجحانات کے زیر اثر آنے سے بھی منع کیا ہے جن کی وجہ سے گروہ بندی ہوتی ہے اور افکار منتشر ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے افراد کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ اللہ کی نشانیوں، اس کی بنائی ہوئی کائنات اور محیر العقول مخلوقات میں غور وفکر کریں کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تخلیق کردہ اشیاء میں غور وتدبر کرنا عبادت کی ایک نوع ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تھوڑی دیر غور وفکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور وفکر کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تفکروا فی آلاء اللہ تعالیٰ ولا تتفکروا فی ذات اللہ (۷)

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور وفکر کرو اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور وفکر نہ کرو (کیوں کہ تم اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے)۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں، اس کی مخلوقات اور کائنات کے مربوط نظام اور مظاہر کائنات میں کارفرما اٹل قوانین میں غور وتدبر کرنے سے اس کائنات کے خالق ومالک اور مدبر پر ایمان لانا ہی پڑتا ہے، اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں غور وتدبر کی تعلیم دی اور خود اللہ تعالیٰ کے بارے

میں غور وفکر سے منع کیا۔ کیوں کہ عقل انسانی دائرۂ قدرت سے باہر کی چیزوں کے ادراک سے عاجز وقاصر ہے۔ ذات باری تعالیٰ بے مثل وبے مثال ہے اور انسانی عقل عالم محسوس سے ادراک شدہ صورتوں اور ان کی بنیاد پر بننے والے تصورات ونظریات ہی کے ذریعے غور وفکر کرتی ہے۔ لہٰذا انسانی عقل عالم غیب اور ذات باری تعالیٰ کے بارے میں جب بھی غور کرنا چاہے گی تو لازماً اسے اپنے پاس موجود حسی صورتوں سے مدد لینی پڑے گی۔ اور انسان جب اس طریقے سے ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں غور وتدبر کرے گا جس کے مثل اس عالم محسوسات کی کوئی چیز نہیں ہے تو وہ یقیناً گمراہ ہوگا۔ اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں انسانی عقل کی کوتاہی اور اس کے محدود ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غور و تدبر کا فریضہ سرانجام دینے والی عقل کی تعریف فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبدقیس سے فرمایا:

ان فيك خصلتين يحبهما الله و رسوله الحلم و الاناة (۸)

تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں عقل اور احتیاط۔

علامہ الامام ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدین النوویؒ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حلم سے عقل مراد ہے اور اناۃ سے مراد ترکِ عجلت ہے، عقل وشعور انسان میں ایسی ستودہ صفات پیدا کردیتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہیں۔ عقل انسان کو صدق وخیر کی طرف لے جاتی ہے۔ اور شر اور فتنے سے دور کرتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو غور وفکر، تدبر اور عقلی استدلال پر ابھارتے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ان سے جاتے ہوئے پوچھا اے معاذ کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! قرآن حکیم سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے دوبارہ پوچھا کہ اگر قرآن حکیم میں حکم مذکور نہ ہو تو انہوں عرض کیا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ اللہ کے رسول نے پھر پوچھا کہ اگر رسول کی سنت میں بھی وہ حکم موجود نہ ہو پھر کیا کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو توفیق بخشی۔ (۹) اس مشہور حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام کو زندگی کے ان مسائل ومعاملات میں جن کا حکم قرآن وسنت میں مذکور نہیں غور وتدبر سے کام لینے اور عقلی استدلال کی ترغیب فرما رہے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر حاکم نے اجتہاد سے کوئی فیصلہ کیا اور اس کا فیصلہ درست ہوا تو اسے دو اجر ملیں گے اور

اگر اجتہاد سے فیصلہ کرنے میں اس سے کوئی غلطی ہوگئی تو اسے ایک اجر ملے گا۔(۱۰)

قرآن مجید فرقان حمید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمانوں کو جس قدر فکر و نظر، غور و تدبر اور عقل و شعور سے کام لینے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اتنی کسی اور آسمانی مذہب میں نہیں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی بہت سی ترغیبات دی ہیں کہ اس شخص کو اس کے اچھے طریقے ایجاد کرنے پر قیامت تک اس پر چلنے والے تمام لوگوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

افکار و نظر میں اغلاط کا ایک بنیادی سبب دوسرے افراد کے افکار و خیالات کی اندھا دھند تقلید ہے قرآن مجید نے اور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کفار و مشرکین پر سخت تنقید کی ہے جو اپنے آبا و اجداد کی افکار و آرا کی اندھی تقلید کرتے ہیں اور بت پرستی اور شرک کے بارے میں ان کے نظریات و عقائد پر مضبوطی سے قائم ہیں ان کی ہر تان اباء نا کذلك یفعلون پر ٹوٹتی ہے قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ انسان کو ان باطل اوھام و افکار کی زنجیروں سے آزاد کرایا جائے۔

عقلی تجزیہ، غور و فکر، تدبر و مشاہدہ، مطالعہ اور علمی تحقیق قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اہم عوامل میں شامل ہے جن سے مسلمان محققین اور دانش وروں نے اثر لیا اور اسی غور و تدبر کے نتیجے میں عملی میدانوں میں اہم کارنامے سرانجام دیئے، یہ اسی غور و تدبر کا نتیجہ تھا جس نے مسلمان مفکرین و علماء کو آزادانہ عقل و شعور کے ساتھ تحصیل و تحقیق علم پر اس وقت آمادہ کیا جب یورپ والے جہالت کی چادر تانے سو رہے تھے اسی اساس پر مسلمانوں کو علمی عروج حاصل ہوا۔ یورپ کی علمی بیداری کے ابتدائی دور میں یورپی افکار کو صحیح راستے اور مناسب ڈگر پر لانے میں مسلمانوں کی علمی ترقی کا بڑا اثر تھا، مختلف علوم میں انہوں نے مسلم مفکرین کی تحقیقات و تصنیفات سے استفادہ کیا۔ مسلمانوں کے غور و تدبر والے انداز کو اپنایا ان کے منہج تحقیق سے استفادہ کیا جدید یورپی بیداری سے پہلے عہد وسطیٰ میں یورپ کی جامعات میں مسلم مفکرین علماء کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔

ٹھوس نتائج اور عمیق فکر کی مذہب اسلام ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتا ہے اسی لئے دلائل و براہین کے بغیر حکم نافذ کرنے اور نتائج اخذ کرنے کی ممانعت ہے، ایسے افراد جنہیں علمی و منطقی فکر و نظر کی سمجھ نہیں ہوتی وہ قلیل جزئیات سے عمومی نتائج حاصل کرنے شروع کر دیتے ہیں حالاں کہ وہ قلیل جزئیات ان عمومی احکام و نتائج تک نہیں پہنچاتے۔

قرآن مجید ہمیں اس طرح کی اغلاط میں پڑنے سے منع کرتا ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (۱۱)

اور (اے انسان) تو اس بات کی پیروی نہ کر جس کا تجھے (صحیح) علم نہیں بے شک کان، آنکھ، دل ان میں سے ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ط اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ O (۱۲)

ان میں سے اکثر لوگ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں بے شک گمان حق سے معمولی سا بھی بے نیاز نہیں کرسکتا یقیناً اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایا کم والظن فان الظن اکذب الحدیث (۱۳)

تم لوگ ظن سے بچو کیوں کہ ظن سب سے جھوٹی بات ہوتی ہے۔

ان آیات اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ کان (حواس) کے ذریعے معلومات حاصل ہوتی ہیں پھر دل (ذہن) اس کی تصدیق کرتا ہے اس کو مرتب شکل دیتا ہے جدید دور نے علم صحیح کا یہی نظریہ قبول کر رکھا ہے۔

قرآن مجید نے مظاہر فطرت پر غور وخوض کرنے کی ترغیب دی۔ جس کی تائید مختلف آیات قرآنی سے ہوتی ہے۔ یہ آیتیں تین باتوں کی تلقین کرتی ہیں علم صحیح کی تلاش، مظاہر کائنات پر غور وخوض، تسخیر کائنات کا ارادہ۔ یہی تین باتیں سائنسی نقطۂ نظر کی تشکیل کرتی ہیں دنیا میں سائنسی نقطۂ نظر قرآن مجید نے دیا ہے قرآن مجید کی بتائی ہوئی روشنی پر چل کر مسلمان بتدریج سائنسی فکر کو پروان چڑھا رہے تھے۔ اس میں اندلس کے عربوں کا حصہ زیادہ تھا۔ مگر ابھی یہ پودا برگ وبار لانے والا ہی تھا کہ اندلس تباہ وبرباد ہوگیا پھر یورپ والوں نے اس پودے کو پروان چڑھایا۔ بیکن، کوپرنیکس، نیوٹن کی اصل کتابوں کا مطالعہ کیجئے یہ سب مسلمانوں کے احسان مند ہیں۔ (۱۴)

فکر ونظر، غور وتدبر کے بناؤ سنگھار اور نکھار میں اور حقائق تک رسائی کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور غلطیوں کے ازالے میں جو عوامل مدد کرتے ہیں ان میں بحث ومباحثہ اور تبادلۂ خیال اور مشاورت نہایت

اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کرنے کا حکم فرمایا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (۱۵)

اوران سے معاملات میں مشورہ لیتے رہیں۔

تبادلۂ خیال اور مشاورت سے مسئلہ کے تمام پہلو واضح ہوجاتے ہیں اور بات کی حدود متعین ہوجاتی ہیں کچھ نئی تجاویز اور آرا سامنے آتی ہیں۔ جو مسائل وسوالات کا اطمینان بخش جواب تلاش کرنے اور مسئلہ کے کامیاب حل تک پہنچنے میں مدد دیتی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے مشورہ کرتے تھے چنانچہ غزوۂ بدر ہونے سے پہلے آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور جب انصار نے قتال سے اتفاق کیا تو آپ مطمئن ہوگئے، اسی طرح میدانِ جنگ کے بارے میں بھی آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور غزوۂ بدر میں کفارِ قریش پر فتح پاجانے کے بعد بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ فرمایا۔ اسی طرح غزوۂ خندق میں بھی صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور مدینے کے اردگرد خندق کھودنے کے بارے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی صائب رائے اور مشوروں کو آپ نے قبول فرمایا۔ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ صحابہ کرام کو بھی غور وفکر کرنے، تدبر وتفقہ سے کام لینے اور باہم مشاورت کی تلقین وترغیب دیتے تھے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ غور وفکر اور تدبر کے مراحل میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور انسان ٹھوکریں بھی کھاجاتا ہے اور بعض اوقات غور وتدبر کی راہ میں کچھ رکاوٹیں حائل ہوجاتی ہیں جو انسان کے غور وتدبر کے عمل کو صحیح ڈگر سے پھیر دیتی ہیں اور حقائق کی آگہی میں رکاوٹ بن جاتی ہیں، جب بھی غور وفکر اور تدبر کی راہ میں پیہم رکاوٹیں جمع ہوجائیں تو افکار میں جمود پیدا ہوجاتا ہے اور دل ودماغ جدید افکار وآرا قبول کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں پھر حق وباطل اور خیر وشر کے درمیان تمیز، حقائق وواقعات کی دریافت، علوم کے حصول، اور ترقی وکمال کے مدارج تک رسائی نہیں ہوپاتی۔ غور وفکر معطل ہونے کے بعد انسان اپنی جانوروں سے ممیز کرنے والی امتیازی صفت کھوبیٹھتا ہے بلکہ حیوان کے مانند یا اس سے بھی گمراہ تر ہوجاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ○ (۱۶)

کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے انسان کو غور وفکر کی عام دعوت دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف غور وفکر کی تلقین کی، فکر وتدبر سے کام لینے کی ہدایت کی، بلکہ عملی طور پر صحابۂ کرام کو مختلف امور میں شامل کر کے اور ان سے مشورے کا اہتمام فرما کر اس سلسلے میں ان کی تربیت بھی فرمائی۔ آج ہمیں عالمی حالات کے تناظر میں غور وفکر اور تدبر سے کام لینے کی اشد ضرورت ہے، تاکہ ہم ان عصری مطالبات سے عہدہ برا ہو سکیں، جن کا آج ہمیں سامنا ہے، اور بحیثیت مسلمان ہم پر جو ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں بطریق احسن اور اسلامی تعلیمات کی روح کے مطابق ادا کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

حوالہ جات

۱۔ العنکبوت:۲۰

۲۔ آل عمران:۱۹۰،۱۹۱

۳۔ الروم:۸

۴۔ الطارق:۵

۵۔ یونس:۱۰۱

۶۔ امام غزالی: احیاء علوم الدین ج ۴، ص ۲۳

۷۔ ایضاً: ص ۴۲۳

۸۔ یحیٰی بن شرف الدین النووی: ریاض الصالحین، ص ۲۳۴، مطبوعہ دمشق

۹۔ ترمذی، السنن: ج ۳ ص ۶۶

۱۰۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد

۱۱۔ الاسراء:۳۶

۱۲۔ یونس:۳۶

۱۳۔ صحیح بخاری: حدیث ۶۰۶۳

۱۴۔ پروفیسر سید محمد سلیم، اذکارِ سیرت۔ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی: ص ۹۲،۹۱

۱۵۔ آل عمران:۱۵۹

۱۶۔ الفرقان:۴۴